زاہد منیر عامر:

سیّد محمّد میر سوز: سالِ ولادت کی تحقیق

شعراء کے قدیم تذکرے یوں تو تاریخِ ادب کا نہایت اہم مأخذ ہیں لیکن ان میں قدیم روشِ تصنیف کے مطابق احوال و کوائف کے اندراج میں سنین و تواریخ کا اہتمام بالعموم نہیں کیا گیا۔ تاہم یہ امر غنیمت ہے کہ انھی تذکروں کے بیانات کی مدد سے ہم بعض تاریخیں اور سنین دریافت کرسکتے ہیں۔

اٹھارہویں صدی عیسوی / بارھویں صدی ہجری کے نہایت اہم شاعر سیّد محمد میر سوز کا ترجمہ کم و بیش ہر اہم تذکرے میں موجود ہے لیکن مذکورۂ بالا روشِ عام کے مطابق ان کے احوال و کوائف سے متعلق سنین و تواریخ کسی تذکرے میں نہیں ہیں، یہی حال ان کے سنہ ولادت کا ہے۔

چوں کہ اس زمانے میں قطعۂ تاریخ وفات کہنے کا رواج عام تھا اس لیے سوز کی وفات پر بھی شعراء نے قطعات تاریخ کہے، ان قطعاتِ تاریخِ وفات کی مدد سے سوز کے سنہ ولادت تک پہنچنے کی کوشش کی جاسکتی ہے۔ درست سنہ وفات کے ساتھ اگر عمر کا بھی صحیح اندازہ ہو تو صحیح سال ولادت معلوم بھی کیا جاسکتا ہے۔

سوز کا سال وفات ۱۲۱۳ھ / ۹۹-۱۷۹۸ء ہے جیسا کہ ان کی وفات پر ان کے معاصرین قلندر بخش جرأت اور شاہ کمال کے کہے ہوئے قطعاتِ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے۔

جرأت: کہی جرأت نے رو کے یہ تاریخ
داغ اب سوز کا لگا دل کو

۱۲۱۳ھ

شاہ کمال: طبعِ من چون الم کشید کمال
گفت تاریخ "سوز سوخت دلم"

۱۲۱۳ھ

البتہ سوز کے ایک اور معاصر شاعر امام بخش ناسخ کے مصرعۂ تاریخی سے اس سنہ (۱۲۱۳ھ) میں شبہہ پیدا ہوا ہے؟ ناسخ کا قطعہ تاریخ یوں نقل ہوا ہے:

اٹھ گیا میر سوز دنیا سے ہائے صاحب کمال واویلا

سالِ تاریخ ہے یہی ناسخ شاعرِ بے مثال واویلا

" شاعرِ بے مثال واویلا " سے ۱۲۰۸ برآمد ہوتا ہے " اس پر تعجب کیا گیا ہے۔ اظہار تعجب کرنے والوں میں فائق رام پوری (۱) اور ظہیر احمد صدیقی (۲) شامل ہیں، لیکن ناسخ کی لفظیات اور خاص طور سے قطعات تاریخ میں ان کی بوالعجبیاں مدّنظر ہوں تو یہ تعجب جاتا رہتا ہے، حقیقت حال یہ ہے ناسخ نے قطعات تاریخ وفات میں واویلا، مصیبتا وا حسرتا وغیرہ الفاظ ہائے ہوز کے اضافے کے ساتھ بھی استعمال کیے ہیں مثلاً مرزا قتیل کی تاریخ وفات (۱۲۳۵ھ) یوں نکالی ہے:

لختِ دلِ والدین اے واویلاہ ۱۲۲۵ھ (۳)

مرزا مغل سبقت کا مصرع تاریخی یوں کہا ہے:

شد میرزا سے ما ز جہاں وا مصیبتاہ = ۱۲۲۴ (۴)

ان دونوں تاریخوں میں سے واویلاہ اور مصیبتاہ سے ہائے ہوز خارج کر دی جائے تو سالِ وفات غلط ٹھہرتا ہے۔ یہی حال میر سوز کی وفات پر کہے ہوئے ناسخ کے مصرع تاریخی کا ہے یعنی ناسخ کا کہا ہوا قطعۂ تاریخ وفات دراصل یوں ہے:

اٹھ گیا میر سوز دنیا سے ہائے صاحب کمال واویلاہ

سالِ تاریخ ہے یہی ناسخ شاعرِ بے مثال واویلاہ

۱۲۱۳ھ

" شاعرِ بے مثال واویلا " کے اعداد ۱۲۰۸ھ ہیں۔ ان میں " ہ " کے ۵ عدد جمع کرنے سے جواب ۱۲۱۳ھ آتا ہے جو سوز کا معلومہ سنہ وفات ہے۔ یوں ناسخ کے قطعے سے کسی الگ سنہ وفات کی اطلاع نہیں ملتی بلکہ ناسخ کا قطعۂ تاریخ بھی جرأت اور شاہ کمال کے بیان کردہ سنہ کی تصدیق کرتا ہے۔

یہ امر واضح ہوجانے کے بعد کہ سوز کے سال وفات ۱۲۱۳ھ میں کوئی اختلاف نہیں بظاہر سوز کی عمر کی مدد سے ان کا سال ولادت آسانی معلوم ہو جانا چاہیے لیکن دشواری یہ ہے کہ سوز کی عمر کے بارے میں بہت مختلف بیانات پائے جاتے ہیں مثلاً

- محمدّ حسین آزاد نے سوز کی عمر ستّر برس قرار دی ہے (۵)

● مصحفی کا بیان ہے: "عمرش از ہفتاد متجاوز خواہد بود" (۶)

● بینی نرائن جہاں (۷) سعادت خاں ناصر (۸) عبدالغفور خاں نسّاخ (۹) اور نور الحسن خاں (۱۰) ان کی عمر اسّی ۸۰ برس قرار دیتے ہیں۔

ظاہر ہے بیک وقت ان تمام بیانات کو تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔ ان میں حقیقت کہاں پوشیدہ ہے۔ یہ جاننے کے لیے "مجمع الانتخاب" کا ایک اقتباس ہماری مدد کرسکتا ہے۔ سوز کے دوست شاہ کمال نے اپنے تذکرے کے ترجمۂ سوز میں لکھا ہے:

"نوز دہ سال ملاقات از فقیر در لکھنؤ ماندہ ۔ عمرش از ہشتاد متجاوز خواہد بود" از مرزا رفیع السّودا مرحوم و مغفور یک سال در عمر زیاد بودند ۔ لبفقیر اکثر می فرمودند عرصۂ شش سال می شود کہ از عالم فانی بہ عالم جاودانی ودیعتِ حیات سپردہ" (۱۱)

اس اقتباس سے سوز کے بارے میں بعض بہت اہم اطلاعات فراہم ہو رہی ہیں:

۱۔ سوز اُنتیس برس تک لکھنؤ میں رہے۔

۲۔ سوز کی عمر اسّی برس سے زیادہ ہوئی۔

۳۔ سوز مرزا محمد رفیع سودا سے عمر میں ایک سال بڑے تھے۔

۴۔ مجمع الانتخاب میں ترجمۂ سوز کے ادخال کے وقت سوز کی وفات پر چھے برس بیت چکے تھے۔

سب سے پہلے سب سے آخری اطلاع: مجمع الانتخاب اپنے مؤلف کی صراحت اور مصرعۂ تاریخ "جُنگِ اشعار و مجمعِ ابیات" کے مطابق ۱۲۱۸ھ / ۴۔۱۸۰۳ء میں لکھا گیا (۱۲) سوز کا انتقال ۱۲۱۳ھ / ۹۹۔۱۷۹۸ء میں ہوا گویا مجمع الانتخاب میں سوز کا ترجمہ لگ بھگ ۱۲۱۹ھ / ۵۔۱۸۰۴ء میں داخل کیا گیا۔ یوں بھی سیدھے طریقے سے ۱۲۱۳ + ۶ = ۱۲۱۹ ہی جواب آتا ہے۔

جہاں تک تیسرے نکتے کا تعلق ہے تو بظاہر اس کی مدد سے سوز کا سال ولادت بہت آسانی سے معلوم کیا جاسکتا ہے لیکن در حقیقت ایسا کرنا دشوار ہے اس لیے کہ سودا کی تاریخ ولادت کے سلسلے میں بھی بہت زیادہ اختلاف رائے پایا جاتا ہے:

۱۔ شیخ چاند نے سودا کا سال ولادت ۱۲۰۶ھ سے قبل سمجھا ہے (۱۳)

۲۔ میر حسن کے بیان سے سودا کا سال ولادت ۱۱۱۵ھ اور ۱۱۱۸ھ کے درمیان معلوم ہوتا ہے (۱۴)۔ قاضی عبدالودود اور ڈاکٹر شمس الدین صدیقی (۱۶) بھی اسی زمانے کو درست

تسلیم کرتے ہیں۔

۳۔ قاضی عبدالودود نے ایک اور جگہ ۱۱۱۸ھ کے حق میں رائے دی ہے (۱۷) اور ایسا ہی خیال ڈاکٹر خلیق انجم (۱۸) اور ڈاکٹر جمیل جالبی (۱۹) کا بھی ہے

۴۔ حافظ محمود شیرانی مرحوم نے ۱۱۱۸ھ اور ۱۱۲۰ھ کے درمیانی عرصے میں سودا کی ولادت قرار دی ہے (۲۰)

فائق رام پوری بھی طویل تحقیق کے بعد اس نتیجے پر پہنچے ہیں (۲۱)

۵۔ محمدّ حسین آزاد نے ۱۱۲۵ھ کو سودا کا سالِ ولادت قرار دیا ہے (۲۲)

۶۔ قاضی عبدالودود نے ایک اور مضمون میں سودا کا سالِ ولادت ۱۱۲۸ھ کو قرار دیا ہے (۲۳) جب کہ ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی ان سب سے پیچھے گئے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ سودا کی ولادت ۱۱۰۰ھ / ۹۵-۱۶۹۴ء سے بھی پہلے ہوئی (۲۴)

اس طرح سودا کی ولادت کے سال کا اِمکانی دائرہ قبل ۱۱۰۰ھ سے ۱۱۲۸ھ تک پھیلا ہوا ہے، ان میں سے اگر قبل از ۱۱۰۰ھ اور ۱۱۰۲ھ والے بیانات کو نظر انداز کر دیں کہ ان کی بنیادیں کمزور ہیں تو باقی بیانات میں ہمارے خیال میں ۱۱۱۸ھ اور ۱۱۲۵ھ کے سنین زیادہ اہم ہیں

سودا کا سالِ وفات ۱۱۱۸ھ ہونے کی صورت میں سوز کا سالِ ولادت شاہ کمال کے بیان کے مطابق ۱۱۱۰ھ اور ۱۱۲۵ھ سودا کا سالِ ولادت ہو تو سوز کا سال ولادت ۱۱۲۴ھ قرار پاتا ہے۔

سوز کے بیٹے سیّد میر مہدی کا انتقال ۱۲۰۴ھ میں ہوا (جرأت کا کہا ہوا قطعۂ تاریخ وفات اس کی سند ہے جس کا آخری مصرع : "سیّد مہدی کا ہے ہے داغ ہے" یہ سنہ بتاتا ہے) اگر ۱۱۱۰ھ کو سوز کا سنہ ولادت تسلیم کیا جائے تو میر مہدی کی وفات کے وقت سوز کی عمر ۸۷ برس بنتی ہے سوز کا انتقال ۱۲۱۳ھ میں ہوا میر مہدی کے بعد کے نو برس شامل کیے جائیں تو سوز کی کل عمر ستانوے (۹۷) برس تک پہنچ جاتی ہے جس کا کوئی ثبوت موجود نہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ آزاد کے بیان کردہ سنہ ۱۱۲۵ھ کو سودا کا سال ولادت تسلیم کرلیا جائے ۔ اس۔ اس طرح سوز کی ولادت ۱۱۲۴ھ میں ٹھہرتی ہے ۔[ڈاکٹر سردار احمد خاں نے آزاد کے بیان کی روشنی میں یہی سنہ متعین کیا ہے (۲۵) لیکن اس کے بعد یہ بھی لکھا ہے کہ

"یہ قبول کرنا پڑے گا کہ میر سوز نے چھیاسی سال کے قریب عمر پائی (۲۱)"

اس بیان سے ڈاکٹر سردار احمد خاں کا نتیجۂ تحقیق ایک اشتباہ کا شکار ہوگیا ہے اس لیے کہ ۱۱۲۴ھ سنہ ولادت اور ۱۲۱۳ھ سنہ وفات ہونے کی صورت میں ۱۲۱۳-۱۱۲۴ = ۸۹ حاصل ہوتا ہے اس میں ۱۲۱۳ کا سال جمع کرنے سے کل عمر نوّے ۹۰ سال بنتی ہے۔ نہ معلوم ڈاکٹر صاحب نے چھیاسی سال کیسے قرار دیا ہے ؟؟]

کسی نتیجے پر پہنچنے سے پہلے محقّقین و مؤرخین کے بیان کردہ بعض دوسرے سنین پر بھی ایک نگاہ ڈال لینی چاہیے۔

نیاز فتح پوری نے میر سوز کی ولادت ۱۱۴۰ھ اور ۱۱۴۵ھ کے کسی درمیانی سال میں قیاس کی ہے (۲۷) ۔ ڈاکٹر سردار احمد خاں کا خیال ہے کہ اس کی کوئی اصل نہیں (۲۸) جب کہ ہماری رائے میں نیاز کا خیال آب حیات سے ماخوذ ہے۔ چوں کہ آب حیات میں سوز کی عمر ستّر (۷۰) سال اور وفات ۱۲۱۳ھ مذکور ہے، نیاز نے اسی سے حساب لگایا ہے اور ان کے پیش نظر لطف کا گلشن ہند بھی ہے جس کی عبارت سے متبادر ہوتا ہے کہ سوز ۱۲۱۲ھ میں راہی ملکِ عدم ہوئے ۔ جو درست نہیں۔ تاہم نیاز نے محتاط انداز اختیار کرتے ہوئے ۱۱۴۰ھ - ۱۱۴۵ھ کے درمیانی عرصے کو سوز کا زمانۂ ولادت قرار دے دیا ہے لیکن جیسا کہ گذشتہ سطور میں واضح کیا جا چکا ہے کہ آب حیات کی یہ اطلاع کہ سوز نے ستّر ۷۰ برس عمر پائی خود نا درست ہے اس لیے نیاز کا استدلال خود بخود بکھر جاتا ہے۔

فائق رام پوری نے یہ قیاس کرتے ہوئے کہ مصحفی نے سوز کا ترجمہ ۱۲۰۹ھ میں تذکرہ ہندی میں داخل کیا ہوگا اور اس وقت سوز کی عمر ۷۳ برس ہوگی سوز کا سال ولادت ۱۱۳۶ھ کو قرار دیا ہے (۲۹)

اگر سوز کا سال ولادت ۱۱۳۶ھ ہو تو ۱۲۱۳ھ میں ان کی عمر تقریباً ۷۷ برس بنتی ہے جب کہ سعادت خاں ناصر ۔ نور الحسن خاں ۔ عبدالغفور نسّاخ اور بینی نرائن جہاں واضح طور پر سوز کی عمر اسّی ۸۰ برس اور شاہ کمال اسّی ۸۰ برس سے زائد بتا چکے ہیں (۳۰) اس لیے فائق صاحب کا نکالا ہوا نتیجہ درست نہیں ہے۔

سوز کی عمر بیان کرنے والے تذکرہ نگاروں کے بیانات کی تحلیل کی جائے تو صورت حال کچھ یوں بنتی ہے کہ مصحفی کا تذکرۂ ہندی ۱۲۰۹ھ میں مکمل ہوا انھوں نے سوز کے حینِ حیات ان کا ترجمہ قلم بند کیا اور ان کی درازیِ عمر کی دعا کی (۳۱)۔

اس لیے مصحفی کی بیان کردہ عمر ان کے تذکرے کی تاریخ تصنیف تک ہی درست قرار دی جاسکتی ہے۔ چوں کہ سوز ۱۲۰۹ھ کے بعد بھی زندہ رہے اس لیے ان کی حتمی عمر کے تعین کے لیے بعد کے تذکرہ نگاروں سے رجوع کرنا ہوگا اور بعد کے تذکرہ نگاروں میں بینی نرائن نے ۱۲۲۰ھ میں (۳۲) ناصر نے ۶۲-۱۲۶۱ھ میں (۳۳) نسّاخ نے ۱۲۷۶ھ میں (۳۴) اور نور الحسن خاں نے ۱۲۹۰ھ میں (۳۵) سوز کی عمر اسّی سال لکھی۔ ہم انھی کی بات کو مانتے اگر ہمارے پیش نظر شاہ کمال کی براہِ راست روایت نہ ہوتی۔ جو سوز ا [illegible] کے زمانۂ وفات کے قریب تر ہیں اور جن کی، اُنتیس برس تک سوز سے دوستانہ ملاقات رہی تھی۔ اس لیے ان کا یہ کہنا کہ سوز کو انتقال کیے چھے برس ہوچکے ہیں اور انھوں نے اسّی ۸۰ برس سے زائد عمر پائی بہت اہم ہے۔ یہی نہیں، ہمارے پیش نظر اس امر کی داخلی شہادت بھی ہے کہ سوز ارذل العمر [illegible] تھے۔ سوز نے خود کہا:

اب تو خلوت میں بلالے اس کو تُو ڈرتا ہے کیوں
ایک تو وہ ہے افیمی اور بوڑھا پھوس ہے

اور ذیل کے شعر میں تو پوری وضاحت کے ساتھ عمر کی اسّی ۸۰ منزلوں سے گزر جانے کا ذکر آگیا ہے

سوز تو ہشتاد سالہ عمر اپنی کھو چکا
اس بڑھاپے پر بھی تو مفتون ہوش ہے ہنوز

ان شہادتوں کے بعد غالباً اس امر میں شبہے کی گنجائش نہیں رہ جاتی کہ سوز نے اسّی برس سے زائد عمر پائی۔ سوال صرف یہ رہ جاتا ہے کہ اسّی ۸۰ برس سے زائد سے کتنے برس مراد ہوسکتے ہیں؟

اس کا ایک مطلب تو واضح ہے کہ نوّے ۹۰ برس سے کم۔ اس لیے کہ اگر سوز نوّے برس کی عمر تک پہنچتے تو شاہ کمال نوّے کا ذکر کرتے

اسّی اور نوّے کے درمیان پچاسی برس ہوسکتے ہیں (قاضی عبدالودود بھی اسّی سے زائد کو پچاسی پر محمول کرتے ہیں (۳۶)۔

اب پچاسی ۸۵ برس کی عمر کے اعتبار سے ہم سوز کے سنہ وفات اور مجمع الانتخاب میں ان کے ترجمے کے اندراج، دونوں اعتبارات سے ان کے سالِ ولادت کو دریافت کرسکتے ہیں:

سالِ وفات کے اعتبار سے ۱۲۱۳ھ میں سے ۸۵ منہا کیے جائیں تو ۱۱۲۸ھ کا سنہ حاصل

ہوتا ہے

شاہ کمال نے سوز کے انتقال کے چھے برس بعد ان کا ترجمہ داخل تذکرہ کیا یعنی ۸۵ + ۶ = ۹۱ ہم یہ معلوم کرچکے ہیں کہ شاہ کمال نے ۱۲۱۹ھ میں سوز کا ترجمہ لکھا ۔ اس طرح سوز کی ولادت سے ترجمے کے اِدخال تک کا زمانہ ، جو اکیانوے ۹۱ برس ہے ۔ ۱۲۱۹ھ میں سے منہا کیا جائے تو بھی جواب ۱۱۲۸ھ آتا ہے

یہ سال ولادت متعین ہوجانے پر میر مہدی کی وفات (۱۲۰۳ھ) کے وقت سوز کی عمر ۱۲۰۳-۱۱۲۸ = ۷۵ برس قرار پاتی ہے اور میر مہدی کے بعد سوز کی زندگی کے نو برس اس میں شامل کیے جائیں تو سوز کی عمر ۸۵ برس ہی نکلتی ہے اور اس طرح یہ سلسلۂ استدلال مضبوط ہوجاتا ہے اور ہم ایک آدھ برس کے امکانی تفاوت کے ساتھ ۱۱۲۸ھ / ۱۷۱۶ء کو سوز کا سال ولادت قرار دے سکتے ہیں ۔ واللہ اعلم بالصواب

حوالہ جات

۱۔ فائق رام پوری، کلب علی خاں — "میر سوز" در اورینٹل کالج میگزین، ایڈیٹر سیّد عبداللہ، لاہور: اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی ج ۳۸ عدد ۴ عدد مسلسل ۱۵۰۔ اگست ۱۹۶۲ء

۲۔ ظہیر احمد صدیقی — "فکری زاویے" لکھنؤ: نسیم بک ڈپو جنوری ۱۹۷۲ء ص ۱۱۳

۳۔ ۴ ناسخ، امام بخش — "کلیاتِ شعرِ ناسخ" تدوین اورنگ زیب عالمگیر، مقالہ برائے پی ایچ ڈی، مخزونہ پنجاب یونی ورسٹی لاہور ۱۹۹۰ء

۵۔ آزاد، محمد حسین — "آب حیات" لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز ۱۹۵۷ء ص ۱۹۴

۶۔ مصحفی، غلام ہمدانی — "تذکرۂ ہندی" مرتبہ مولوی عبدالحق اورنگ آباد: انجمن ترقی اردو ۱۹۳۳ء ص ۱۱۱

۷۔ جہاں، بینی نرائن — "دیوان جہاں" مرتبہ کلیم الدین احمد، پٹنہ لیبل لیتھو پریس ۱۹۵۹ء ص ۱۴۷

۸۔ ناصر، سعادت خاں — "خوش معرکۂ زیبا" مرتبہ مشفق خواجہ، لاہور: مجلس ترقی ادب ۱۹۷۰ء ج اول ص ۲۰۸

۹۔ نسّاخ، عبدالغفور خاں — "تذکرۂ قطعۂ منتخب" مرتبہ انصار اللہ نظر، کراچی: انجمن ترقی اردو ۱۹۷۴ء ص ۳۸

۱۰۔ نور الحسن خاں — "طور کلیم" آگرہ: مفید عام پریس ۱۲۹۸ھ [۱۸۸۱ء] ص ۵۴

۱۱۔ شاہ کمال — "مجمع الانتخاب" (قلمی) ورق ۵۰۳ الف مشمولہ اردوئے معلّیٰ میر سوز نمبر، دہلی: شعبۂ اردو دہلی یونی ورسٹی ج ۴ ش ۶۰، ص ۵۲۷

۱۲۔ فرمان فتح پوری، ڈاکٹر — "اردو شعرائے کے تذکرے اور تذکرہ نگاری" لاہور: مجلس ترقی ادب ۱۹۷۲ء ص ۲۲۸

۱۳۔ چاند، شیخ — "سودا"، کراچی: انجمن ترقی اردو ۱۹۶۳ء ص ۴۷

۱۴۔ میر حسن — "تذکرۂ شعرائے اردو" بہ تصحیح و تنقید محمد حبیب الرحمٰن

خاں شروانی ۔ دہلی : انجمن ترقّی اردو ۱۹۴۰ء ص ۸۳

۱۵۔ "معاصر" پٹنہ نومبر ۱۹۵۹ء ش ۱۵ ص ۵۸

۱۶۔ "تاریخ ادبیات مسلمانانِ پاکستان و ہند"

لاہور : دانش گاہِ پنجاب ۱۹۷۱ء ساتویں جلد اردو ادب

(دوم) ص ۹۴

۱۷۔ "معاصر" پٹنہ جنوری ۱۹۵۲ء ش ۲ ص ۱۱۶

۱۸۔ "مرزا محمّد رفیع سودا" علی گڑھ : انجمن ترقّی اردو ۱۹۶۶ء ص ۲۷

۱۹۔ "تاریخ ادب اردو" لاہور : مجلس ترقّی ادب ۱۹۸۷ء ج ۲ ص ۶۵۳

۲۰۔ اورینٹل کالج میگزین ۔ لاہور : نومبر ۱۹۴۱ء ص ۴۳

۲۱۔ "صحیفہ" لاہور جنوری ۱۹۶۸ء ش ۴۲ ص ۱۳

۲۲۔ آزاد ۔ محمّد حسین آب حیات ص ۱۴۸

۲۳۔ ماہانہ "سب رس" حیدرآباد دکن نومبر ۱۹۶۰ء ص ۸

۲۴۔ لکھنؤ کا دبستانِ شاعری لکھنؤ: نسیم بک ڈپو ۱۹۹۱ء ص ۱۱

۲۵۔ مقالہ "میر سوز" ۔ "تحقیق جام شورو : شعبۂ اردو سندھ یونی ورسٹی ۱۹۹۳ء ش ۷ ص ۲۰۳

۲۶۔ ایضاً ص ۲۳۶

۲۷۔ "انتقادیات" حصّۂ اول و دوم (یکجا) کراچی : حلقۂ نیاز و نگار ۱۹۹۶ء ص ۲۲۵

۲۸۔ سردار احمد خاں، ڈاکٹر مقالہ "میر سوز" محولۂ بالا، ص ۲۰۳

۲۹۔ مقالہ "سوز" در اورینٹل کالج میگزین، ایڈیٹر سیّد عبداللہ۔ لاہور : اورینٹل کالج پنجاب یونی ورسٹی ج ۳۸ ش ۱۳۹ مئی ۱۹۶۲ء ص ۱۹

۳۰۔ دیکھیے حواشی نمبر ۷ تا ۱۰

۳۱۔ مصحفی ۔ غلام ہمدانی ۔ تذکرۂ ہندی ص ۱۱۱

۳۲۔ تا ۳۵ مذکور سنین متعلقہ تذکروں کی تصنیف یا تکمیل کے ہیں

۳۶۔ عبدالودود ۔ قاضی "سوز اور آب حیات" در "نیا دور" لکھنؤ اگست ۱۹۶۲ء ص ۳۴